نمبر ۱۸ قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۹ء جلد ۳

## ایڈیٹوریل جملے

خدا تعالیٰ کی کتاب کیونکر چھوڑی جاتی ہے — عام اصول اور انسانی فطرت کا منشا یہی ہے کہ انسان ایک وقت میں دو مختلف اور متضاد کام نہیں کر سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ پھر یہ بھی ایک بدیہی بات ہے کہ انسان ایک کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔

یہ دو اصول ہیں جو انسانی بناوٹ پکار کر بتلا رہی ہے۔ دین اور دین کی باتیں جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتی ہیں باوجود انسانی کل مقدرت کی طاقت کے اندر ہوتے ہیں لیکن بظاہر نفس انسانی کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اس لئے کچھ تو انسان اُس ایک خواہش نفس کے باعث توجہ ہی کم کرتا ہے دوسرے دور اور مشاغل میں اسقدر وقت اور طاقت صرف کر دیتا ہے کہ پھر دین کی باتوں پر غور نہیں کر سکتا یہاں تک کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری کرے تو درجے بالکل ہی دور جا پڑتا ہے۔ آجکل کتاب اللہ پر کم توجگی کیوں ہے؟ نئے دن نئے نئے شغلوں کا پیدا ہو جانا۔ بہت سے ناولوں کی اشاعت۔ اور آئے دن کے دل بہلاؤ کے سامان تھیٹر ناٹک۔ شعبدہ بازیاں وغیرہ کی کثرت یہ امور ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑا دیا ہے۔ ایسی حالت میں [illegible]

ملک اور قوم کی حالت روبہ ترقی ہو تو کیونکر؟ کل ترقیوں کی اصل اور جڑ تو کتاب اللہ ہے اسکو چھوڑ کر کوئی ترقی کا مبارک اور درخشندہ چہرہ کیونکر دیکھ سکتا ہے؟

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

پس قومی ترقی چاہتے ہو تو اُٹھو کتاب اللہ کی قدر کرو اور اُسے اپنا دستور العمل بناؤ۔

---

اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ الہام الٰہی کے ذریعہ جب ایک امر واقع ہونے والے کی میعاد بتلا دی جاتی ہے پھر اس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے؟ جواب میں ہم اتنا ہی کہیں گے کہ الہامات الٰہیہ میں کبھی کبھی بعض مخفی اسرار اور اسباب ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکثر معلق اپنے اندر رکھتے ہیں اور مدت معینہ کو کم و بیش کر دیتے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کی کسی صفت کے خلاف نہیں ہوتا۔ قانون قدرت میں ہم ایسی نظیریں پاتے ہیں کہ ایک چیز کبھی وقت مقررہ سے کم و بیش ہو جاتی ہے بچے کے پیدا ہونے کی عام میعاد ۹ ماہ ہے لیکن کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ وقت لیکر پیدا ہوتا ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتا ہے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ کشمیر کی سیر کو موسم بہار میں جب جہانگیر جاتا تھا تو شگوفہ کا وقت نکل جاتا تھا اس لئے مردان علی وزیر نے موسم بہار کے آغاز میں چند درختوں کو برف لگا دی اور یوں بادشاہ کے ورود پر برف اتاری اور شگوفہ کا نظارہ دکھایا۔

پھر بیماریوں میں دیکھو کہ بعض امراض مثلاً [illegible] کا تپ مطبقہ کا علاج ایک [illegible] لکھا ہے

کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت یا دستاویز پر موقوف
ہے نا چیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی
بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے
خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جائے
اور اب بباعث ضعف زیادہ لکھ نہیں سکتا
جو کچھ شعروں کے متعلق دریافت فرمائے ہیں وہ
کسی اور وقت اگر خدا نے چاہا تحریر کروں گا اور میں پھر
واپس آ گیا ہوں اور واپس آ کر میر مراد علی صاحب کا
خط ملا ہو انکی نسبت اور آنمخدوم کے سخت جگر کی
نسبت دعا خیر کرکے حوالہ بخدا کرتا ہوں جب طبیعت
رو بصحت ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ بشرط یاد
آنمخدوم کے سوال یعنے اشعار کے معنوں کی
بابت لکھا جائے گا۔ ۱۱ مارچ ۱۸۸۴ء مطابق
جمادی الاول ۱۳۰۱ھ

## موجودہ اناجیل کے محرّف ہونے پر یورپین فاضلونکی قابل قدر شہادتیں

اصل انجیل جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی اور جس کا قرآن
شریف میں ذکر ہے اُس کا دُنیا میں کہیں پتہ نہیں لگتا
اکثر ناواقف عیسائی کہا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ اعتراض
کہ موجودہ انجیل محرف و مبدل ہے صرف بناوٹ اور
الزام ہے اور اگر مسلمان اپنے اس دعویٰ میں سچے
ہیں۔ تو کوئی صحیح انجیل علاوہ ان موجودہ انجیلوں کے
پیش کریں سو انکے جواب میں یہ عرض ہے کہ اکثر عیسائی
اقوال سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ ان موجودہ چاروں
اناجیل کے علاوہ مسیح کی ایک خاص انجیل تھی۔
جس کی بنا پر یہ چاروں اور کئی اور بناوٹی تیار
کی گئیں۔ چنانچہ بشپ مارش و ایکہارن وغیرہ
کہتے کہ مسیح کے حالات میں ابتداءً ایک تحریر
تھی جس کی نقلیں حسب ضرورت مولفین اناجیل کے پاس تھیں
ان ہی نقول سے ان لوگوں نے اناجیل مرتب کیں
اور کچھ اپنی طرف سے اضافہ کیا۔

چنانچہ فاضل لارڈنر اپنی کتاب کے جلد
اول کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ ایکہارن نے
اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابتداءً مسیح کے
حالات میں ایک چھوٹا رسالہ تھا ممکن ہے کہ
اسکو اصل انجیل کہا جائے اور یہ رسالہ تمام
انجیلوں کا ماخذ تھا جو پہلی اور دوسری صدی
میں رائج تھیں۔ منجملہ انجیل متی اور لوقا اور مرقس
کے بھی ماخذ تھیں۔ اس قول کی تفصیل بطرز جیمس
انسائیکلوپیڈیا جلد ۹ مطبوعہ ۱۸۳۰ء لنڈن
بیان گاسپل میں دیکھو ہارن صاحب کے
انٹروڈکشن کی چوتھی جلد میں بیکلرک
کوپ۔ میکاہلس۔ لسنگ۔ مارش وغیرہ
علمائے متقدمین کی رائے اس طرح منقول ہے
کہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک
کتاب عبری زبان میں تھی جس میں حضرت مسیح کے
حالات لکھے تھے اس میں سے متی نے زیادہ
نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم۔ راڈول اپنے
ترجمہ قرآن کے ۲۷۵ صفحہ میں لکھتے ہیں کہ
انجیل کے لفظ سے مجموعہ عہد جدید یا اُس کا
کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ وہ وحی سمجھنی چاہیئے
جو خدا کی طرف سے عیسیٰ پر بھیجی گئی۔ انتہی پادری
عمادالدین اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ ۹۸
میں لکھتا ہے کہ بعد زمانہ کے سبب سے مختلف
مقاموں میں جدی جدی رسمیں جاری ہو گئیں
باعث اور اندرونی مصیبتیں عیسائیوں پر آنے کے
سبب روایات متفق علیہ متقدمین کو نہ ملیں بلکہ
مختلف ہو گئیں ہم کہتے ہیں نہ صرف روایات
متفق علیہ نہیں ملیں بلکہ خود اصلی انجیل ہی کھوئی
گئی۔ اور اگلے عہد عیسائیوں نے اپنی ایمانی
کتاب کے کھو جانے سے گھبرا کر جیسی انجیلیں
تالیف کیں حواریوں کے نام منسوب کر دیں
اگر اصلی انجیل دنیا میں موجود ہوتی تو کبھی بیسیوں
انجیلوں کے تالیف ہونے کی نوبت نہ پہنچتی
اور نہ ان چار اناجیل کا وجود پایا جاتا۔ اگر ایک ہی
انجیل ہوتی۔ چار کی ضرورت کیا تھی اور ان کا
فائدہ کیا تھا۔ کیا ایک حواری پر اعتبار نہ تھا
اور ایک پر خدا نے کامل الہام نہ کیا جو دوسرے کو
تین اور انجیلیں تالیف کرکے ساتھ جوڑنی پڑیں
فتفکروا یا اولی الالباب پس ان تمام اقوال
مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ اصل انجیل کوئی اور
ہے جس کا دنیا میں پتہ نہیں۔ اور حضرت مسیح کے
وقت موجود تھی چنانچہ مرقس (باب ۱ آیت ۱۴ و ۱۵) میں
ہے "پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد مسیح نے جلیل
میں آکر منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی
بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو اور انجیل پر
ایمان لاؤ۔ اور متی ۲۶ باب ۱۳ میں ہے "جہاں
کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی"۔ ان دونو آیتوں سے
ثابت ہے کہ مسیح کے وقت میں کوئی انجیل لکھی
ہوئی تھی جو ایمان کے لئے پیش کی جاتی۔ لیکن
وہ قطعاً دنیا میں مفقود ہے۔ پس جب خود اناجیل
موجودہ اور عیسائیوں کے اقوال متواترہ سے
پتہ لگتا ہے کہ اصل انجیل اور اناجیل اربعہ کے
سوا تھی۔ تو پھر بیچارے مسلمانوں پر کیوں دانت
پیسے جاتے ہیں۔ کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یا وہ
اپنی طرف سے خود تراشیدہ الزام لگاتے
ہیں۔ عیسائی صاحبان سوچکر جواب دیں۔ اور نیز
اناجیل موجودہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ تھوڑی
قلیل کلام حضرت مسیح کا ہے اور باقی نامعلوم مصنفوں کی
یادگار۔ انتسابات کی کل تصدیق نامہ قرنتی ۷ باب
۱۰ و ۱۲ سے ہوتی ہے جہاں پولس حکم کرتا ہے
کہ جورو اپنے خصم کو چھوڑے۔ سو باقیوں کو خداوند
نہیں میں کہتا ہوں اگر بھائی کی جورو بے ایمان ہو
الخ۔ یہ میں کہتا ہوں کا لفظ قابل غور ہے اور
اسکی نظیریں اس مجموعہ عہد جدید میں بکثرت پائی
جاتی ہیں۔ اور ساڑھیں لوقا سوائے انجیل یوحنا
دوسری تینوں انجیلوں کو [illegible] یعقوب کے
کہا [illegible] ہے۔ دیکھو کتاب مرآۃ الصدق

جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۴۲ء صفحہ ۹۴ - رڈنر صاحب
اپنی کتاب تذکرہ مسیح کے صفحہ ۱ میں لکھتے ہیں کہ
ان اناجیل کے سر پر حواریوں کا نام درج ہونے
سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ انکی تصنیف سے ہیں
بلکہ علائی شمار کے سے ان آیات کو ان حواریوں
مروی سمجھا ہے اس عبارت کا صریح مفہوم یہی ہے
کہ درحقیقت یہ اناجیل حواریوں کی لکھی ہوئی نہیں
بلکہ تابعین یا تبع تابعین یا اُن سے بھی ادنیٰ طبقے
کے لوگوں کی تصنیفات ہیں چنانچہ ہم اس امر کا ثبوت
ذیل میں درج کرتے ہیں۔ دیکھو متی ۹ باب ۹
جب یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک
شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اُسے
کہا کہ میرے پیچھے آ۔ وہ اٹھکے اُس کے پیچھے چلا۔"
اس آیت میں ایک شخص کے الفاظ بصراحت دلالت
کرتے ہیں کہ متی اس کتاب کا لکھنے والا ہرگز نہیں
ہے۔ ورنہ وہ اس طرح لکھتا کہ یسوع نے مجھ
متی کو دیکھا جیسا کہ عام محاورہ ہے۔ نہ کہ متی
نامی ایک شخص جو بالکل ایک اجنبی شخص کے لئے
طرز بیان ہے۔ پھر متی ۱۲ باب ۱۴ و ۱۵ میں دیکھو۔
تب مسیح نے ان سے کہا۔ پھر انہوں نے
اپنے دلمیں گمان کرکے کہا۔ یہ ان سے اور
اُنہوں نے کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں
کہ انجیل متی کی لکھی ہوئی نہیں۔ اگر یہ اُسکی
تصنیف ہوتی تو وہ بھی مع حواریوں کے تہا۔
وہ اس طرح لکھتا کہ ہم سے کہا اور پھر ہم نے
کہا جیسا کہ محاورہ ہے۔ غرض کہ اس ساری
انجیل میں متی کا لفظ اس طرح سے منتج نہیں
جس سے ثابت ہو کہ یہ اُسکی تصنیف ہے۔ انجیل
یوحنا ۲۱ باب ۲۴ میں ہے۔ یہ وہ شاگرد ہے جس نے
ان باتوں کی گواہی دی اور ان باتوں کو لکھا۔
اور ہم کو یقین ہے کہ گواہی اُسکی سچی ہے۔
پس یہ الفاظ (وہ شاگرد اور اُسکی گواہی) یوحنا کے
حق میں بصیغہ غائب اور یہ لفظ (ہم کو یقین ہے)
بصیغہ متکلم اُسبات پر صاف دلالت کرتے ہیں
کہ مصنف اس انجیل کا کوئی شخص سوا یوحنا حواری
کے ہے جو اس کی گواہی کی تصدیق کرتا ہے ورنہ
وہ اس عبارت کو اپنے حق میں ہرگز نہ لکھتا۔
(ایسا ہی یوحنا چوتھے میں ہے) حالانکہ یوحنا اپنے
مکاشفات میں جو یوحنا کا لفظ لکھتا ہے۔ اسٹاڈلن
اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا بلاریب
ضرور یقیناً کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ کی تصنیف
ہے۔ دیکھو ھارن کی کتاب جلد ۴ مطبوعہ
۱۸۲۲ء صفحہ ۲۳۰ - غرض کہ ہم کہاں تک لکھیں
یہ مسلّم امر ہے کہ اصلی انجیل کا وجود عالم سے
مفقود ہے۔ پس جب یہ امر محقق ہے تو اب
ان موجودہ اناجیل کا جو محض جعلی اور خانہ ساز
مجموعہ ہے کیا اعتبار کیا جاوے۔ (انوار الاسلام)

## کلمات طیبات امام الزمان

(حضرت اقدس کی مختصر سی تقریر)
(۲۱ اپریل ۱۸۹۹ء قبل مغرب)

یہ کتاب جو لکھی گئی ہے جب شائع ہوگی تو
اُن لوگوں کو بھی پتہ لگ جاویگا جو بار بار اعتراض
کرتے ہیں کہ آکر کیا بنایا؟ میں حیران ہو جاتا
ہوں جب اس قسم کے اعتراض سنتا ہوں
کیا پھونک مار کر کچھ بنا دیا جاتا؟ بھلا یہ تو بتلائیں
کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس
دعوت کی اُنکے اعتقاد کے موافق کیا بنایا؟
مگر یہ لوگ دیکھیں گے اور خدا تعالےٰ
نمایاں طور پر دکھا دے گا کہ کیا بنایا ہے۔
کاش یہ لوگ موجودہ حالت وقت پر غور
کرتے۔ صدی میں سے سولہ سال گذر گئے۔
ظلمت انتہا تک پہونچ گئی اور کوئی نہ آیا جو
اصلاح کرتا۔ یہ لوگ ذرا بھی انصاف نہیں
کرتے مجھ پر اعتراض کرتے کرتے خدا پر
اعتراض جا کرتے ہیں۔ کیونکہ مجھے تو آکر کچھ
بنایا نہیں؟ اور خدا نے بنانے دیا نہیں
نہیں۔ بلکہ باوجود اس کے کہ اور ضرورتیں [illegible]
بھی دیکھا دیں قرآن ناعاقبت اندیش معترضوں کے
موافق ایک گمراہ کرنے والا بھی آگیا اور پہر بھی
وہ اصل مہدی نہ آیا اور نہ ضرورت نے اسے بھیجا۔
چودہویں صدی کو مبارک سمجھتے تھے۔ یہ کیا
خوب مبارک نکلی جسکہ ایک دجال آگیا!!!
صدیق حسن اور عبد الحی جو دعوی کرنے والے تھے
وہ صدی کے سر پر ہی فوت ہو گئے ورنہ شاید
وہی ان لوگوں کا سہارا ہوتے۔ لیکن خدا نے
اپنے فضل سے دکھا دیا کہ یہ کام انکا نہ تھا
بلکہ کسی اور کا۔

مجدد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورت وقت کے
لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے
مسائل بتلانے۔ خدا جو مدبر اور حکیم خدا ہے کیا
وہ نہیں دیکھتا کہ دنیا پر طبعیات اور فلسفہ کی زہریلی ہوا
چلی ہے جس نے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کر دیا ہے
صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں
لکھوکہا روحوں کو خدا سے دور پھینک دیا ہے
تو پھر کیا اس وقت ایسے مجدد کی ضرورت نہ تھی
جو کسر صلیب کرے۔ اور دلائل و بینات سے
دکھا دے کہ صلیبی مذہب میں حقانیت کا نور نہیں
اور ایک لکڑی پر ایمان لاکر انسان نجات کا وارث
نہیں ہو سکتا۔ آئے دن پچاس پچاس ہزار
اور ایک ایک لاکھ اشتہار چھاپ چھاپ کر
یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ٹڈی دل کیطرح
نکلے ہیں۔ بچے۔ جوان۔ بوڑھے لگے ہوئے
ہیں کہ کسی طرح پر اسلام پر حملہ کریں۔ اس وقت
اسلام پر وہ حملہ ہوا ہے جسکی انتہا نہیں۔ اور پھر
خدا کا یہ وعدہ کہ انا له لحافظون اور اُدھر ان
ناعاقبت اندیش معترضین کی یہ دانائی کہ اسلام
میں حفاظت دین کے لئے معرفت کا نور
لے کر کوئی نہیں آیا بلکہ دجال آیا ہے۔ افسوس!
صد افسوس!!! آہ! صد آہ!!!

یہی تو وقت تھا کہ خدا اپنی نصرت اور تائید کا روشن ہاتھ دکھاتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس نے دکھایا اور وہ اپنی چمکار دکھائے گا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے بتلا دے گا کہ آنے والے نے آکر کیا بنایا۔

## کتاب عزیز سے لپٹنے کے قابل

قرآن کریم کو پڑھ کر میری روح میں ایک ایسی لذت آتی ہے اور اس کی عظمت کا ایسا خیال گذرتا ہے کہ دنیا بھر میں **عورت مرد بچے بوڑھے** سب مل کر خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت اور ترانے گائیں اور شکر کے سجدے کریں۔ جس نے ایسی کامل اور تمام ضرورتوں کی متکفل تمام راحتوں اور سکھوں کی کلید کتاب نازل فرمائی۔ (مولوی عبد الکریم ۱۳ مئی ۱۸۹۹ء)

قرآن کریم کے لئے روح ایسی غیرت محسوس کرتی ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی منکوحہ بیوی کی طرف کسی دوسرے آدمی کو دیکھ کر بھڑک اٹھتا ہے اسی طرح سے میری یہ حالت ہوجاتی ہے کہ اگر قرآن شریف کے سامنے کوئی اور دوسری کتاب پڑھتا ہو تو مجھے ایسا ہی جوش آتا ہے کہ کیوں یہ اس کتاب کو دیکھ رہا ہے کیا کلام اللہ سے بڑھ کر اسکو راحت رساں اور دلچسپ پاتا ہے۔

(مولوی عبد الکریم سیالکوٹی)

میں نے حضرت مرزا صاحب کی نشست و برخاست اور ہر قول و فعل سے قرآن کریم کی تفسیر سیکھی ہے اور میں امام کی چال کو قرآن شریف کی اعلیٰ اور عملی تفسیر سمجھتا ہوں۔ (مولوی عبد الکریم سیالکوٹی)

## سورہ والضحیٰ کی صحیح اور سچی تفسیر اور بعض متعصب عیسائیوں کے مزخرفات کا دندان شکن جواب

بعض متعصب عیسائی آیۃ کریمہ مذکورۃ الذیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے امی پا کر علم اور حکمت کی راہ دکھلائی جس کے یہ معنے کرتے ہیں کہ تجھ کو گمراہ یعنے گنہگار پایا اور ہدایت کی حالانکہ اس مقام میں یہ معنے ہرگز مطلوب نہیں۔ اور نیز یہ معنے بداہت باطل ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کبھی گمراہ نہیں ہوئے۔ اور نہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور اطمینان دیتا ہے۔ تفسیر اسکی یوں ہے کہ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ پیش آمدہ کو ذکر فرما کر آنحضرت صلعم کی دلجمعی فرمائی ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ فترۃ الوحی کے وقت میں بعض کفار نے حضور کو طعن و تشنیع کرنا شروع کر دیا تھا اور بعض تنگ طبیعت یہ کہنے لگ گئے تھے کہ ان محمدا ودعہ ربہ وقلی یعنے محمد صلعم کو اسکے رب نے چھوڑ دیا اور اسے ناخوش رکھا ہے تو انکے جواب میں اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ یعنے تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ تجھے ناخوش رکھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اُن کے اس مردود قول کی تکذیب فرما کر آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے فرمایا۔ کہ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ البتہ تیرا انجام ابتداء سے بہتر ہے۔ کیونکہ ہر ایک راستباز کا انجام ہی بہتر ہوا کرتا ہے۔ گو ابتداء میں ابتلاء پیش آجاوے پھر فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور عنقریب تیرا رب تجھ پر خاص عنایت کرے گا یعنے تجھے ہر ایک مقصود و مطلب دارین میں کامیاب فرمائے گا پھر تو راضی ہو جاوے گا۔ اور ہر ایک شخص کی آنکھ میں تو بزرگی اور عزت پاجائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے ثبوت میں دلائل کے طور پر اپنے نعمائے جلیلہ یاد دلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجمعی فرماتا ہے۔ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ کیا تیرے رب نے تجھے یتیم یعنے بے پدر اور بے کس فرزند با اقبال اور صاحب جاہ و جلال نہیں بنایا یعنے تیرے رب نے تجھے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ اور تجھے اُمّی محض پا کر علم اور حکمت سے پُر اور مالامال فرمایا (ضال کے معنی عاشق صادق کے بھی ہیں اور کمال عشق کی وجہ سے عاشق کو ضال کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے جوش عشق اور فرط محبت کی وجہ سے دیوانہ وار ہو جاتے ہیں پس آیہ کریمہ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ کے یہ معنے ہیں کہ تجھکو اللہ تعالیٰ نے ضال یعنے عاشق وجہ اللہ پایا۔ پس اپنی طرف کھینچ لایا) اور واضح رہے کہ پہلی تینوں آیتیں یعنے الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فہدی ووجدک عائلا فاغنی اور پچھلی تینوں آیتیں فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمۃ ربک فحدث باہم لف و نشر مرتب کے طور پر واقع ہیں۔ اور پچھلی آیتوں میں جو مدعا مخفی ہے پہلی آیتیں اسکی تفصیل اور تصریح کرتی ہیں۔ مثلاً پہلے فرمایا الم یجدک یتیما فاوی اس کے مقابل پر یہ فرمایا فاما الیتیم فلا تقہر یعنے یاد کر کہ تو بھی یتیم تھا اور ہم نے تجھکو پناہ دی ایسا ہی تو بھی یتیموں کو پناہ دے پھر بعد اس کے ووجدک ضالا فہدی اسکے مقابل پر یہ فرمایا-

واما السائل فلا تنہر یاد کر تو ہی ہمارے وصال اور جمال کا سایل اور ہمارے حقایق اور معارف کا بہوکا تہا۔ سو جیسا کہ ہم نے باپ کی جگہ ہوکر تیری جسمانی پرورش کی۔ ایسا ہی ہم نے اُستاد کی جگہ ہوکر تمام دروازے علوم کے تجہپر کھول دیئے اور اپنے لقا کا شربت سب سے زیادہ عطا فرمایا اور جو تو نے مانگا سب ہم نے تجہکو دیا۔ سو تو بہی مانگنے والوں کو رد مت کر اور اُن کو مت جہڑک مدد پہر فرمایا ووجدک عائلًا فاغنی اور اس کے مقابل پر فرمایا واما بنعمت ربک فحدث اور یاد کر تو عائل تہا۔ یعنی تیری معیشت کے ظاہری اسباب بہی منقطع تہے۔ سو خدا خود تیرا متولی ہوا اور غیروں کی طرف حاجت لے جانے کا۔ بلکہ یہہ سارے کام تیرے خدا تعالٰے نے آپ ہی کر دیئے۔ اور پیدا ہوتے ہی اُس نے تجہکو آپ سنبہال لیا سو اُسکا شکریہ بجالا۔ اور حاجت مندوں سے تو بہی ویسا ہی معاملہ کر۔ اب ان تمام آیات سے مقابلہ کرکے صاف طور پر کہلتا ہے کہ اس جگہ ضال کے معنے گمراہ نہیں ہے۔ بلکہ انتہائی درجہ کے تعشق کیطرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت اسی کے مناسب یہہ آیت ہے قالوا انا اللہ انک لفی ضلالک القدیم سورہ یوسف رکوع ۱۱ یعنی اُنہوں نے کہا کہ قسم بخدا بتحقیق تو یوسف کے قدیم عشق اور محبت کی دیوانگی میں ہے) ووجدک عائلًا فاغنی اور اسی نے تجہے محتاج اور تنگدست پاکر مالدار کیا۔ پس ان تینوں احسانوں کے بالمقابل اللہ تعالٰی فرماتا ہے فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر واما بنعمت ربک فحدث یعنے اب ان احسانوں کے عوض اور شکریہ میں تو یتیم کو آزردہ مت کر اور سوالی کو مت ڈانٹ اور اپنے مربی و محسن سوالی کی شکر گذاری کر اور یقین کر کہ وہ تجہے ہر ایک کام میں کامیاب اور بامراد فرمائے گا۔

پس یہ سورہ والضحٰی کی صحیح اور سچی تفسیر ہے۔ مگر کور باطن عیسائی عربی زبان سے محض نابلد آگے پیچہے سے اندہے سیاق و سباق سے بے خبر۔ صرف ایک آیت کو درمیان سے لیکر اُلٹے پلٹے معنے کرکے خدا تعالٰی کی مخلوق کو دہوکا دینا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکہیں کہ خدا تعالٰی نے اپنے بندے دنیا میں ایسے پیدا کئے ہیں کہ ان کے ذریعہ ناپاک فطرت عیسائیوں کی قلعی کہولتا رہیگا۔ اور اپنے پسندیدہ اور پاک دین اسلام کی خدمت لیتا رہے گا اور اپنے عظیم اور مقدس رسول کی عزت بڑہائیگا۔ ولو کرہ الکافرون۔ اگرچہ کافروں کو یہہ بُرا ہی لگے۔ (نور الاسلام)

## حضرت اقدس کی پرانی تحریریں

ہمارے ناظرین کو پچہلے ہفتے کے اخبار سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ ہم نے حضرت اقدس کی بعض پرانی تحریریں جمع کی ہیں جنمیں سے پہلا رسالہ چہپ کر طیار ہو گیا ہے ہم کو کسی لمبی چوڑی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ناظرین دیکہیں گے کہ ان مضامین میں حضرت اقدس کا طرز تحریر کیسا عالمانہ اور محققانہ ہے۔ مضامین کی فہرست ہم پچہلے ہفتہ دے چکے ہیں صرف ۵۰۰ کاپیاں طبع ہوئی ہیں خریدار اپنی درخواست جلد بہیجدیں قیمت ۸ عہ فی کاپی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)

## دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

حضرت اقدس کی تقریر کے متعلق جو درخواستیں اب ہمارے پاس آتی ہیں ہم انکی تعمیل نہیں کر سکتے اس لئے کہ کتاب مذکور کی صرف ۵۰۰ کاپیاں چہپی تہیں جو فروخت ہو چکی ہیں۔ اب درخواستیں محفوظ رکہی جاتی ہیں دوسرے ایڈیشن پر جو عنقریب شروع ہوگا انکی تعمیل ہوگی۔ (ایڈیٹر)

## حضرت اقدس کی ایک اور تقریر

ہم یہہ بہی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کی ایک اور لطیف تقریر جس میں حسب معمول بہت لطیف مضامین ہیں مرتب کر رہے ہیں۔ اگلے ہفتہ میں جب وہ پریس میں طبع کیلئے جانے لگے گی ناظرین کو مفصل اطلاع دی جائیگی وہ بہی صرف چار سو چہپے گی۔ اس لئے ناظرین اس کا پہلے سے خیال رکہیں پہر عدم تعمیل درخواست کی شکایت نکیا کریں۔ (ایڈیٹر)

## دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اس ہفتہ میں موسم میں تیز ہواؤں یعنی آندہیوں کیوجہ سے کچہ خاص تبدیلی رہی کچہ خفیف سی بارش بہی ہوگئی۔

۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے چند ماہ تک قادیان میں مقیم رہینگے۔ ۱۰ مئی سنہ ۹۹ء کو وہ دارالامان میں آپہنچے اور حسب معمول مسیح ہندوستان میں کا ترجمہ کر رہے ہیں کتاب مذکور ہندوستان میں چہپکر انگلستان میں شایع ہوگی۔

۳۔ ہمارے مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب اس ہفتہ عازم سفر ولایت ہوکر روانہ ہونگے۔ اللہ تعالٰی مع الخیر سفر پورا اور کامیابی اور صحت اور تندرستی کے ساتہہ دارالامان واپس لاوے

۴۔ مسیح ہندوستان میں ۹۰ صفحہ تک چہپ چکی ہے۔ حضرت اقدس المحمود مع جمیع ممبران خاندان وخدام دارالامان مقیم قادیان بخیریت ہیں۔

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین حکیم امرتسر
اظہار بشارت
معیار صداقت
المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر ڈیوڑھی چوک کرموں